محمد جعفر ندوی

معراج کا مقصد

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر۔

یہ سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے۔ پندرہواں پارہ اسی آیت سے شروع ہوتا ہے اور یہی وہ آیت ہے جس میں معراجِ نبوی کا شاندار ذکر ہے۔ یوں تو بعض اور آیات میں بھی معراج کا ذکر ہے لیکن سب سے زیادہ وضاحت کے ساتھ جس آیت میں ذکر آیا ہے وہ یہی آیت ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا ہے۔ (یہ سیر اس لئے کرائی تھی) کہ ہم اس بندے کو اپنی نشانیاں دکھلائیں یقیناً وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

یہ ہے آیت کا ترجمہ۔ اسی میں معراج کا مقصد بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ بظاہر تو یہ مقصد بہت مبہم لفظوں میں بیان کیا گیا ہے یعنی لنریہ من اٰیٰتنا "تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھلائیں" یہ دو لفظ بہت ہی جامع ہیں، مختصر اور بظاہر مبہم ہیں لیکن مقاصدِ معراج کی پوری کائنات ان دو لفظوں میں سمٹی ہوئی ہے۔

اس کی تشریح سے پہلے قرآن پاک کے اندازِ بیان کے متعلق ایک ضروری نکتہ پیشِ نظر رکھ لینا چاہئے۔ قرآن کریم صرف بنیادی اور اصولی باتیں بیان کرتا ہے۔ جزئیات اور تفصیلات کو یا تو پیغمبر پر چھوڑتا ہے یا شوریٰ پر یا عالم کی دلبصیرت پر قیامت تک کے پیش آنے والی تفصیلات و جزئیات کو ایک کتاب میں سمیٹا بھی نہیں جا سکتا۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک مثال سے مدد لی جا سکتی ہے۔ قرآن نے چند سواری کے جانوروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ۔

ہم نے تمہاری سواری اور زینت کے لئے گھوڑے خچر اور گدھے بنائے۔

اس کے بعد ہی فرمایا کہ:

ویخلق مالا تعلمون

اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا رہے گا جن کا ابھی تمہیں علم نہیں۔

اب ہم اپنی آنکھوں سے سائیکل، موٹر سائیکل، کاریں اور ہوائی جہاز وغیرہ دیکھ رہے ہیں۔ اگر ان ہونے والی چیزوں کا قرآن ذکر کر دیتا تو اوّل تو اُس وقت کے لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہ آتا۔ دوسرے وہ تمام چیزیں پھر بھی رہ جاتیں جو آئندہ اور وجود میں آنے والی ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے ایک نہایت جامع اور مختصر لفظوں میں ایسی اصولی بات بتادی جو قیامت تک آنے والی جزئیات و تفصیلات کو سمیٹ لے اور سب پر حاوی ہو۔ قرآن کریم نے بالکل یہی صورت مقصدِ معراج بیان کرنے میں بھی اختیار فرمائی ہے۔ جو آیاتِ ربانی صاحبِ معراج کو دکھانی مقصود تھی ان کی تفصیل نہیں بیان فرمائی کیونکہ یہ آیات محدود نہ تھیں۔ بے شمار تھیں۔ کچھ تو رسول اللہ نے خود بیان فرمائیں اور کچھ ایسی ہیں جن کا انکشاف آئندہ ہوتا جائے گا۔ علم عقل، تجربہ اور سائنس جوں جوں ترقی کرتی جائے گی اسی قدر وہ آیات بھی منکشف ہوتی جائیں گی۔ نئے معارف و حقائق اور جدید نکات دریافت ہوتے چلے جائیں گے اور "آیات" کی نئی نئی تعبیریں سامنے آتی جائیں گی۔ غرض مقاصدِ معراج کو لنریہ من آیتنا کے مختصر لفظ میں سمیٹ لینا بالکل صحیح، درست اور بجا ہے۔ اب آئیے آیات کی تفسیر اور تشریح تلاش کریں۔

یہاں ان تشریحات کے ضمن میں خواہ مخواہ بلا ارادہ بھی جسمانی اور روحانی معراج کا موضوع سامنے آجاتا ہے علما و حکما دونوں ہی طرف گئے ہیں اس لئے کسی ایک پہلو کو ترجیح دینا مشکل ہے۔ البتہ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جسم اور روح دونوں کا جو تصوّر ہمارے ذہنوں میں ہے معراج کی کیفیّت ان دونوں سے بلند و بالا ہے۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ جس طرح ہم کسی خچر پر ٹخ ٹخ کرتے ہوئے کہیں تیزی سے جاتے ہیں اسی طرح حضورؐ بھی کسی مادّی سواری پر بیٹھ کر مہمیز لگاتے ہوئے گئے ہونگے تو یہ غلط ہے۔ اور اگر ہم یہ تصور کریں کہ جس طرح ہمارا خیال آن کی آن میں ہزاروں میل کا سفر کر لیتا ہے اسی طرح حضور کی معراج بھی کچھ خیالی قسم کی ہو گی، تو یہ بھی ہرگز صحیح نہیں۔ یہ معراج دونوں سے الگ، دونوں سے جداگانہ اور دونوں سے بلند و بالا قسم کی تھی۔ ہم اپنی کثیف بشریت میں رہ کر اس کی حقیقت کو پا ہی نہیں سکتے۔ جس طرح خدا کا تصوّر ہر شخص اپنی پہنچ کے مطابق رکھتا ہے اسی طرح یہ کیفیات و حقائق بھی ہر انسان اپنی علمی و عرفانی رسائی کے مطابق ہی سمجھ سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ مسجدِ اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت فرمانا ایک روحانی ہی معاملہ تھا، متعدد انبیاء سے مختلف افلاک پر ملنا بھی مادّی نہ تھا، روحانی ہی تھا۔ بایں ہمہ روحانی ہونے کا مطلب محض خیالی نہیں۔ یہ روحانی سیر لطافت میں خیال سے زیادہ لطیف تھی۔ لیکن حقیقت کے لحاظ سے جسمانی و مادّی سیر سے کہیں زیادہ یقینی تھی۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہیں کہ معراجِ محمدی روحانی و جسمانی دونوں حقیقتوں سے ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا تھی۔

یہ تمہید اس لئے بیان کی گئی کہ مقصدِ معراج کو سمجھنے میں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہئے کہ ہم نہ تو خالص مادّی باتیں کر رہے ہیں نہ اپنے نارسا فہم کے مطابق روحانی گفتگو کر رہے ہیں۔ حقیقت حال کا علم خدا کو ہے۔ بہر حال جو کچھ ہمارا ناقص

فہم درک کر سکا ہے وہ یہ ہے کہ پورے قصۂ معراج میں ایک بہت بڑی حقیقت کو وانشگاف کیا گیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بشریت کے اکمل و اعلیٰ نمایندے ہیں اور معراج کی زبان میں ان مدارج کو بیان فرمایا گیا ہے جو بشر کا نصب العین ہے۔ ایسا نصب العین جہاں ہر انسان کی نگاہیں گڑی رہنی چاہئیں اور اسی رفعت و بلندی کی طرف پرواز کرتے رہنا چاہیئے۔ معراج کا وہی مقصد ہے جو خود انسانیت اور بشریت کا مقصدِ آخری ہے۔ اقبال نے سچ کہا ہے کہ ؎

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے ۔۔۔ کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

اقبال کا کہنا ہے کہ محمد مصطفیٰ بشریتِ کاملہ کے نمایندے ہیں اور آپ کی معراج کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بشریت اتنی اعلیٰ وارفع چیز ہے کہ افلاک کی بلندیاں اس کے قدموں کے نیچے ہیں۔ سرمد نے ایک دوسرے انداز سے تقریباً اسی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے کہ ؎

ملّا گوید کہ بر شد احمد بفلک ۔۔۔ سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

یعنی عام لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضور فلک الافلاک پر تشریف لے گئے مگر سرمد یہ کہتا ہے کہ ہفت افلاک کی وسعتیں وجودِ مصطفیٰ میں سما کر گم ہو گئیں۔

غرض معراج کا سب سے بڑا مقصد اس نمایندۂ انسان کو یہ بتانا ہے کہ تیرا اصل مقام کیا ہے۔ تیری پرواز کیسی ہونی چاہیئے۔ تیرا بلند آشیانہ کہاں ہے؟ دیکھ جبرئیل و میکائیل تیرے جلو میں ہیں۔ سارے فرشتے تیرے خادم ہیں۔ سب نے تیرے باپ آدم کو سجدہ کیا ہے۔ براق اور کائنات کی ساری قوتیں تیرے زیرِ قدم ہیں، تیرے لئے مسخر ہیں، تیری سواریاں ہیں، تو جدھر چاہے ان کی باگ موڑ دے۔ تیرا مقصود اصلی انبیاء بھی نہیں، یہ راہ میں ملنے والے مسافر ہیں۔ ان سب سے گزر جا۔ تیرا اصلی مقام اس کنگرۂ کبریا کے پاس ہے کہ بقول رومی ؎

بہ زیرِ کنگرۂ کبریاش مردانند ۔۔۔ فرشتہ صید و پیمبر شکار و یزداں گیر

پھر لامحدود پہنائیوں کا فاصلہ طے کرنا اور صدیوں کی راہ وقت گزرے بغیر ہی عبور کرنا بھی دراصل انسان کے مقام ہی کو ظاہر کرنا ہے۔ بشریت کا سب سے بڑا ارتقاء یہ ہے کہ وہ زمان اور مکان دونوں کی سرحدوں کو پار کر جائے۔ موجودہ سائنس نے زمان اور مکان دونوں کو اضافی مان لیا ہے۔ اور اس کی ایک عمیق تھیوری یہ بھی ہے کہ زمان اور مکان کو سکیڑ کر نقطۂ لاشئی بنا تا عین ممکن ہے۔ یہ ابھی تک تھیوری ہے اور عقلاء و حکماء نے اسے برسوں کے جھگڑے کے بعد صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ شرط ہے ایسی رفتار کی جو روشنی کی رفتار کے برابر ہو۔ بہرکیف زمان و مکان کی حدود کو پھاند جانے کا سائنٹیفک امکان ایک نظریئے کے طور پر مسلّم ہو گیا ہے اور انسانی ترقی کی رفتار سے یہ بعید نہیں کہ کبھی یہ عملاً بھی اسے ثابت کر دے۔

یہ حقیقت ہے کہ جب انسان اپنے مرتبے کو نہیں پہچانتا تو اپنے سے نیچے مرتبے والی چیزوں کے آگے جھکنے لگتا ہے۔ فرشتے، جن، چاند، سورج، برق و باد، دریا و بحر، چوپائے، درخت غرض ہر شے کو اپنے آپ سے افضل و برتر اور نفع بخش و نقصان رساں سمجھ کر اس کے آگے جھکنے لگتا ہے۔ اور اگر ان سب کو ترک بھی کر دے تو وقت، زمان یا دہر کو مؤثر ماننے لگتا ہے۔ لیکن معراج نبوی نے انسان کا مرتبہ اتنا بلند کر دیا ہے کہ رفتارِ وقت کی باگ بھی اس کے ہاتھ میں دے دی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ مکان کو بھی اس کے قدموں کے نیچے ڈال دیا ہے۔ ایسا بلند انسان جو اپنے سوا ہر شے کو اپنے حیطۂ اقتدار میں سمجھے اور پھر بجز خدا کے کسی کے آگے نہ جھکے وہی عبد مومن ہوتا ہے اور "اسریٰ بعبدہ" میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ غرض معراج کا اصلی مقصد انسان کو یہ بتانا ہے کہ تو اگر بندۂ خدا ہو تو ساری کائنات تیرے قدموں کے نیچے ہے ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یہی سب سے بڑی حقیقت ہے جو "لنریہ من آیاتنا" میں بیان کی گئی ہے۔

مطبوعاتِ بزمِ اقبال

مجلۂ اقبال۔ سہ ماہی اشاعت دو اُردو دو انگریزی۔ قیمت سالانہ دس روپے۔ صرف اُردو یا انگریزی پانچ روپے۔

میٹا فزکس آف پرشیا	مصنفہ علامہ اقبال	۵—۰—۰
امج آف دی ویسٹ ان اقبال	مصنفہ مظہر الدین صدیقی	۲—۰—۰
اقبال اینڈ والنٹرزم	مصنفہ بشیر احمد ڈار	۶—۰—۰
ذکرِ اقبال	مصنفہ عبد المجید سالک	۵—۰—۰
اقبال اور ملا	مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	۰—۱۲—۰
تقاریر یومِ اقبال	بابت ۱۹۵۴ء	۱—۴—۰
مکاتیبِ اقبال	بنام خان نیاز الدین خان مرحوم	۱—۴—۰
علامہ اقبال	مترجمہ صوفی غلام مصطفےٰ تبسم	۱—۸—۰
فکرِ اقبال	مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	۱۰—۰—۰
فلسفۂ اقبال	مرتبہ بزمِ اقبال	۶—۰—۰

ملنے کا پتہ:- سکرٹری بزمِ اقبال۔ ۲ نرسنگداس گارڈن۔ لاہور